دیدۂ دل

دیدہ برائے دیدنِ او دل بدستِ اوست
چوں آئینہ دل است، درآں اوست روبروست

درد

تعارف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بصارت اور بصیرت کا فرق یوں تو بہت نمایاں ہے، لیکن عجیب بات یہ ہے کہ صاحبِ بصارت تو دنیا میں بے شمار ہیں مگر صاحبِ بصیرت بہت کم ہیں آخر اِس "دیدۂ دل" کتاب کی قدر دانی بے بصیرت کیا کر پائے گا!

قلبی نور اور دل کی آنکھ والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خود قرآن میں فرمایا ہے۔ وقلیلٌ مِن عبادی الشکور ۝ پھر جب بصیرت افروز مضامین فارسی میں ہوں تو اس فارسی نا آشنا ماحول میں بجا کہنا بے جا ہے۔ پھر اس میں یہ بھی طرۂ امتیاز ہو کہ فارسی کے اشعار برائے اصلاحِ احوال اور نکاتِ معرفت پیش کئے گئے ہیں تو سوچنا یہ ہے کہ آخر اس سے استفادہ کی شکل کیا ہے؟ اسلئے جرأتِ رندانہ سے کام لیکر احقر نے جناب محترم محمد عبدالرحیم صاحب دام مدظلہ سے ان منظومات کا ترجمہ کرنیکی گزارش کی لیکن حسب عمل درآمد اتحادِ طبع کی بناء اُن کا قلم بجائے نثری ترجمہ کے منظوم ترجمہ پر چل پڑا

چلئے یہ بسا غنیمت ہے۔ تشریحات کا وقت کس کے پاس ہے یہ شاعر جانتا ہے کس خاص موقع سے کونسے اشعار کہے گئے ہیں لیکن اس کے باوجود اشعار مجموعی طور پر دو حصّوں میں منقسم ہیں۔ ایک وہ منظومات ہیں جو والدِ ماجد حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے سے پہلے کی ہیں جن میں پیاس ہے، تڑپ ہے، بے کلی ہے جستجو ہے اور تلاش ہے۔ جیسے ؎

از ذوقِ طلب خواہم آید دراں درویشے ● بخشندہ سکونِ دل ہر دم بجواب اندر

اور حضرتؒ سے ملنے کے بعد کی منظومات جستجو کا حاصل، تشنگی کی دوری سوالات کے جواب اور راہِ سکون کے مل جانے کی طرف کھلے اشارے ہیں ؎

فیضِ تجلّی دیدم ہر سو ● حسنیؒ و قاسم محسن اعظمؒ

اور ؎

در خود در اہین آغوشِ علیم ! ● حاملِ اسرارِ معلومات شو

ظاہر ہے کہ ایک مرید کو جب مرشد کی تلاش ہو تو اس کے مضامین کس نہج کے ہو سکتے ہیں اور مرشد کے مل جانے کے بعد اُس کے مضامین میں کس قدر سکون و طمانیت کا سامان ہوتا ہے۔ حمد باری، نعتِ نبیؐ اور عشق و معرفت میں ڈوبے ہوئے شعر اپنے اندر بہت سی خوبیوں اور نصیحتوں کے پہلو لیے ہوئے ہیں

یہ فارسی منظومات تو وہ ہیں جن کو احقر درّد صاحب مدظلہ کی چند قلمی کتابوں مسودات کے پرچوں اور بعض کاپیوں سے جمع کرسکا تھا! اور نہ معلوم ہندوستان کے علاقہ آندھرا پردیش محبوب نگر ضلع کے ایک تعلقہ کوڑنگل کے ناقدرے ماحول میں ایک عظیم دینی مذہبی صاحبِ کلیات و دیوان شاعر اپنی عمر کے بہتّر برس پورے کر رہا ہے۔

خُدائے کریم اپنے کرم سے شاہ محمد عبدالرحیم درّد مدظلہ، معلّم قرآن کے اس بے بہا اور قیمتی ذخیرہ (دیدۂ دل) سے استفادے کی توفیق عطا فرمائے۔

پیش لفظ تو لکھا گیا تھا لیکن مصنّف کی خواہش جو میرے لئے حکم کا درجہ ہی رکھتی ہے، تعمیل ہیں چند کلمات سپردِ قلم کردینا ضروری تھا۔ توقع ہے کہ ؎

الفاظ کے پیچوں میں الجھتے نہیں دانا
غوّاص کو مطلب ہے صدف سے کہ گہُر سے

والسّلام۔

دستخط مولانا شاہ محمد جمال الرحمٰن صاحب
(قاسمی، ندوی)

دیدۂ دل

دیدہ برائے دیدنِ اُو، دِل بدستِ اُوست
چوں آئینہ دل است، در آں اُوست روبروست

ترجمہ

ہے آنکھ اُسے دیکھنے، دل اس کے ہاتھ میں
دل آئینہ ہے روبرو خود آئینے میں ہے

فہرست

سلسلہ نمبر	عنوان	صفحہ	سلسلہ نمبر	عنوان	صفحہ
۱	۲	۳	۱	۲	۳
۱	سرِ ورق	۱	۱۳	معرفتِ نفس	۲٦
۲	تفصیل	۲	۱۴	نعت شہو	۲۸
۳	تعارف	۳	۱۵	ذوقِ طلب	۳۰
۴	دیدۂ دل (ایک شعر)	٦	۱٦	غزل ۴	۳۲
۵	فہرست	۷	۱۷	اعتراف	۳۴
٦	پیش لفظ	۸	۱۸	غزل ۵	۳٦
۷	محسنِ اعظم	۱۲	۱۹	غزل ٦	۳۸
۸	نعت	۱۴	۲۰	غزل ۷	۴۰
۹	دعا	۱٦			
۱۰	غزل ۱	۲۰			
۱۱	غزل ۲	۲۲			
۱۲	غزل ۳	۲۴			

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رحمۃ للعلمین ٥

اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ میں عالمِ تدریس سے پھر عالمِ کتابت میں آؤں ...... مولانا شاہ محمد کمال الرحمٰن صاحب قاسمی مدظلہ العالی خلیفہ و مجاز حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو سبب بنا کر مسبب اللہ تعالیٰ نے صرف دو ماہ کیلیئے ناممکن معلوم ہونے والے کام کو اپنے ادنیٰ اشارے سے جاری کر دیا اور مدت کو طویل بھی فرما دیا ......

تدریسی کام برخوردار محمد عبد الکریم صاحب شاہد رشیدی نے بہ احسن وجوہ کیا۔ اسطرح مجھے کتابت ہی نہیں بلکہ اس بہتر ۷۲ برس کی عمر میں باضابطہ تصنیف و تالیف کا موقع بھی نصیب ہوا ۔ ٥

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ!

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تقریباً تین ماہ کی مدت میں حسبِ ذیل کتابوں کی کتابت ہوئی۔

(١) نجاتِ و درجات کا راستہ۔ تالیف حضرت شاہ محمد کمال الرحمٰن صاحب قاسمی مدظلہ

(٢) کلامِ غلام۔ تصنیف عارف باللہ حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(٣) میں کیا ہوں؟۔ تصنیف محمد عبدالرحیم درد

(٤) مومن کی زندگی۔ تصنیف محمد عبدالرحیم درد

(٥) رہنمائے توحید۔ تصنیف حضرت شاہ محمد کمال الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی

ان میں سے نمبر ١ تا ٤ کتابیں طبع ہو کر منظرِ عام پر آچکی ہیں نمبر ٥ ہنوز زیرِ طباعت ہے۔ الشکر للہ المحسن الاعظم ٥

(٦) چھٹی کتاب حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی فارسی منظومات پر مشتمل ہے۔ جن کا منظوم ترجمہ اردو میں کرنے کی سعادت احقر کو نصیب ہوئی جس کا مسودہ مولانا کمال مدظلہ نے تیار فرمالیا ہے، مجھ تک نہ پہنچ سکا۔ ذخیرہ میں اُس کی تلاش جاری تھی کہ "دیدۂ دل" کے عنوان سے خود مولانا مدظلہ کا منتخبہ کتابچہ ہاتھ آیا۔ اسمیں احقر کی فارسی منظومات ہیں۔ حیدرآباد میں قیام کے دوران موصوف نے اس تحریر کے ساتھ میرے حوالے فرمایا:

"حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے فارسی کلام کی ترتیب دادہ کاپی تو ہنوز نہ مل سکی تلاش جاری ہے۔ البتہ تلاش میں آپ کی فارسی منظومات جمع کردہ مل گئیں۔ اس پر پیش لفظ لکھ دیں اور منظومات کا اردو ترجمہ (نظم یا نثر میں) ساتھ ساتھ ہو جائے۔
کتابت فرمائی جائے۔ طباعت انشاء اللہ ہو جائیگی۔ والسلام"۔

دستخط مولانا کمال مدظلہ

اکتوبر ۱۹۹۱ء کے آخری دھے میں یہ حکم ملا۔ حیدر آباد سے کوڈنگل واپسی کے بعد یکم نومبر کو اللہ تعالیٰ نے اس جانب میری توجہ منعطف فرمائی اور ۲ نومبر تک فراہم کردہ تمام منظومات کا منظوم ترجمہ اردو میں ہو گیا۔
اس بات سے سب ہی واقف ہیں کہ ہر زبان اپنا خاص مزاج خاص انداز و ادا، خاص روزمرہ خاص کہاوتیں اور ضرب الامثال رکھتی ہے۔ کسی زبان کا ترجمہ دوسری کسی زبان میں کتنی ہی محنت اور عرق ریزی سے کیوں نہ کیا جائے، اصل کا مترادف تو ہو سکتا ہے لیکن اصل کے برابر اثر انگیز ہرگز نہیں ہو سکتا۔
چند نظموں کا ترجمہ ہو چکا تھا کہ میرے عزیز حافظ مفتی سید صدیق محی الدین صاحب آئے

موصوف نے فارسی منظومات اور اُن کا اُردو میں منظوم ترجمہ دیکھ کر فرمایا "ترجمہ اصل فارسی کلام سے خوب تر اور پُرکشش ہے" اپنا اپنا ذوق! دیکھنا یہ ہے کہ قارئین کیا سمجھتے ہیں۔ اصل میں مقصود استفادہ ہے اگر کوئی ایک شعر یا اُس کا ترجمہ کسی ایک قاری کا حال بدل دے، اُسے اللہ والا، رسول والا اور قرآن والا بنا دے تو الحمدللہ مقصود حاصل ہے

اس سلسلے میں مولانا کمال مدظلہ العالی کا زبانی یا تحریری شکر ادا کرنا احقر کے نزدیک عین ناشکری ہے۔ البتہ خلوص دل سے بے ساختہ یہ دعا نکلتی ہے۔

جَزَاکُمُ اللّٰہُ فِی الدَّارَیْنِ خَیْراً ؁

آمین ؁

دعاگو

فقیر محمد عبدالرحیم درد معلم القرآن کورنگی

محسن اعظم :

ارحم اکرم محسن اعظم — اکبر اعلم محسن اعظم
از کن کردی خلق عوالم! — افضل دائم محسن اعظم
فیض تجلّی دیدم هر سو! — حی و قائم محسن اعظم
محو ستایش تو هر لمحه — هر هر عالم محسن اعظم
بهر ما افلاک و زمین را! — کردی فراهم محسن اعظم
غرق شدم در بحر احسان — محو سرائم محسن اعظم
مست شدم هنگام تلاوت — فهم چو یابم محسن اعظم
"ثمّ وجه الله" چو گفتی! — وجه تو دیدم محسن اعظم
"نحن اقرب" "هو معکم" — از تو شنیدم محسن اعظم
"انی قریب" احسان ارشادات! — شکراً حالم محسن اعظم
سرم بسجده، روحم شیدا! — بر تو فدائم محسن اعظم
ظاهر من تو باطن هم تو — من در صیانم محسن اعظم
اوّل من تو، آخر من تو! — دائم کجائم محسن اعظم
توئی مقرّب توئی محیطی — خود را نه دیدم محسن اعظم
احسانمندم، احسانمندم! — محسن اعظم محسن اعظم
انت وکیلی، انت کفیلی — من آن ولی‌ام محسن اعظم
توئی محبّی، تو محبوبی!! — من مجنونم محسن اعظم
درود اتّباع مرکادم گرده — محبوب گشتم محسن اعظم

محسنِ اعظمؒ :

ارحم اکرم محسنِ اعظم — اکبر اَعلم محسنِ اعظم
کُن سے بنی مخلوقِ عوالم — افضل دائم محسنِ اعظم
فیضِ تجلّی دیکھا ہر سُو — زندہ قائم محسنِ اعظم
محوِ ثنا ہے آپکی خاطر — ہر ہر عالم محسنِ اعظم
افلاک زمیں انساں کی خاطر — کیا فراہم محسنِ اعظم
غرق ہوا بحرِ احساں میں — حمد سرا ہم محسنِ اعظم
مست ہوا ہنگامِ تلاوت — فہم کا عالم محسنِ اعظم
ثَمَّ وجہ اللہ اُسے سمجھ کر — رُخ دیکھا دائم محسنِ اعظم
"نحنُ اقربُ" "ھُوَ معکُم" — رہتے ہیں باہم محسنِ اعظم
"اِنی قریب" ارشاد ہے احساں — شکر مرا کم محسنِ اعظم!
سر سجدے میں روح ہے قرباں — ایسا ہے مُنعِم محسنِ اعظم
ظاہر آپ ہیں، آپ ہی باطن — ہیچ مرا دم محسنِ اعظم
اوّل آپ ہیں آپ ہی آخر — ثابت ہوں مبہم محسنِ اعظم
آپ محیط اور آپ مقرّب — ہم یوں ہیں باہم محسنِ اعظم
احسانمندی ہر حال میرا! — محسنِ اعظم محسنِ اعظم
آپ وکیلی، آپ کفیلی — آپ ولی ہم محسنِ اعظم
آپ محبّی، محبوبی ! — میں مجنوں تم محسنِ اعظم
درُود اتّباعِ سرکارؐ ہی سے — ہے محبوب ہم محسنِ اعظم

نعت

نظر شد فدائے جمالِ محمدؐ — دلم گشت شیدائے حالِ محمدؐ

همین است همین است فردوسِ گوشم — شنیدم شنیدم مقالِ محمدؐ

به تشبیه و در استعاره چه گویم — نه دیدم نه دیدم مثالِ محمدؐ

بگیر اسوهٔ پاک را از دل و جان — همین است شرطِ وصالِ محمدؐ

بریں سر زمیں پیشِ حق سجده ریزی — بر افلاک جاه و جلالِ محمدؐ

شکم سنگ بسته دل از فکر رسته — عیاں شد بخندق کمالِ محمدؐ

ز خونے که من جان و ایماں یابم — چکد از رگِ جانِ آلِ محمدؐ

ز فیضانِ نسبت بچشمم چو سرمه — شود خاکِ پائے بلالِ محمدؐ

بیادِ محمدؐ دلِ بیقرارے
سکوں یاب شد در خیالِ محمدؐ

نعت

نظر ہے فدائے جمالِ محمدؐ
مرا دل ہے شیدائے حالِ محمدؐ

یہ گردوں سے میرے کانوں میں
سنا ہے سنا ہے مقالِ محمدؐ

کہوں کیا بہ تشبیہہ و در استعارہ
نہ دیکھا نہ دیکھا مثالِ محمدؐ

تڑپ کر دل و جاں سے لے انکا اسمِ
یہی اک ہے شرطِ وصالِ محمدؐ

زمیں پر رہی عشقِ حق سجدہ ریزی
فلک پر ہے جاہ و جلالِ محمدؐ

ہیں پتھر بندھے پیٹ پر مطمئن ہیں
عیاں ہے بخندق کمالِ محمدؐ

لہو جس سے میں جان و ایماں پایا
بِلا از رگِ جانِ آلِ محمدؐ

بفیضانِ نسبت ہے آنکھوں کا سرمہ
ملے خاکِ پائے بلالِ محمدؐ

بہ تندیِ محبت دلِ بے قرار ہے
سکوں یاب ہے بخیالِ محمدؐ

"دعا"

اے کہ اسمِ پاکِ تو وردِ زباں
می کنم تعریفِ تو اے مہرباں

اے کہ تو واحد و ربُّ العٰلمیں
پیشِ تو گردن نہادم از یقیں

اے کہ تو رحمٰں برائے ہر جہاں
ہم رحیمِ دلربائے مومناں

اے کہ تو آں عادلِ روزِ جزا
پیشِ تو ماند نہ تاب چوں چرا

سجدہائے شوق ریزم بر درت
نیست جز ایں کار، کارِ منفعت

استعانت بس ز تو خواہم سدا
مضطرب گشتہ کنم ایں التجا

پیشِ من صد جادہا پیچیدہ تر
قلب لرزاں است از خوف و خطر

اندریں است یک صراطِ مستقیم
می نماید آں کہ قرآنِ کریم!

لیک ہر راہِ کہ دارد یک کشش
آفرید اندر دلِ من صد خلش

کشمکش زنداں، مقیّد جانِ من
اندریں گرداب شد ایقانِ من

جاہ و حشمت مال و دولت می کشند
می کشند از زور و شدّت می کشند

خرّم و مسرور دیدم چوں کسے!
میکش و مخمور دیدم چوں کسے

ماہ در آغوش دیدم چوں کسے
عیش و عشرت کوش دیدم چوں کسے

دُعا

آپ ہی کا نام ہے وردِ زباں
آپ کی تعریف میں ہوں مہرباں

آپ ہی یکتا ہیں رب العالمیں
سر خمیدہ سامنے ہوں بالیقیں

آپ رحماں ہیں جہانوں کیلئے
اور "رحیما" مومنوں کے واسطے

آپ ہی ہیں منصفِ روزِ جزا
سامنے ہے آپکے کب چوں چرا

آستاں پر شوق سے سجدے کروں
اس سے بڑھ کر کیا نفع حاصل کروں

آپ کی امداد چاہوں ہر نفس!
مضطرب ہو کر دعا ہے ایک بس

سیکڑوں پر پیچ راہیں سامنے!
خوف سے لرزاں ہوں دل کو تھامے

ایک اُنمیں ہے صراطِ مستقیم
جسکو دکھلاتا ہے قرآنِ کریم

لیکن ہر اک راستہ ہے پرکشش
جس سے میرے دلمیں ہے بے حد خلش

قید اپنے ہی دلِ مضطر میں ہوں
میں اسی گرداب کی چکر میں ہوں

کھینچتے ہیں جاہ و حشمت اور مال
کھینچتے ہیں ان کو حاصل ہے کمال

جب کسی مسرور کو میں دیکھ لوں
میکش و مخمور کو میں دیکھ لوں

گود میں دیکھوں کسی کی چاند جب
عیش و عشرت میں کسی کا ہو کسب

درجہاں آباد دیدم چوں کسے !   وز جہاں دلشاد دیدم چوں کسے

نفسِ من بے تاب گردد مثلِ برق   طالبِ دنیا شود از ذوقِ زرق

می کشد از مکر دفن بر راہِ کج !   تا میرد جانِ من در ایں رنج

جانم از ایں فتنۂ او باز دار   دہ مرا توفیق نیک آموزگار !

تیرہ دل را رنگِ عشقت بدہ   سوز و سازِ لذّتِ عشقت بدہ

گام زن کن بر رہِ او تو مرا !   یافتہ است آں کہ نعمت از ترا

چیست نعمت لذّتِ دیدارِ تست   یعنی بودن در جہاں سرشارِ تست

دور کن از جادہائے گمرہاں   دور کن از دل ہمہ وہم و گماں

دور از آناں کہ ہستند در غضب   دور از آناں کہ میرند بے ادب

جانِ من ہرگز نخواہد خاکداں   بوئے گل چو می نخواہد گلستاں

سوزِ فرقت دہ نیاز و ناز دہ   شوقِ وصل و قوّتِ پرواز دہ

دیدۂ دل را بدہ تابِ نظر   تا بہ بینم جلوہا اندر خبر

التجائے می کنم از دردِ دل
دہ قبولیت لبے گشتم خجل

جب کسی کو دیکھ لوں آباد میں
نفس ہو جاتا ہے مضطر برق سا
مکر و فن سے راہِ کج پر لے چلا
جان فتنوں میں نہ آئے زینہار
تیرہ دل روشن محبّت سے بنے
چل پڑوں اللہ اُن کی راہ پر
کیا ہے نعمت آپ کا دیدار ہے
گمرہوں کے راستے سے دُور رکھ
دُور اُن سے جو غضب میں ہیں ترے
میری چاہت ہو نہ بہرِ خاکداں
سوزِ فرقت دے نیاز و ناز دے
چشمِ دل کو دیجئے تابِ نظر!

جب کسی کو دیکھ لوں دلشاد میں
بوالہوس دنیا کا طالب ہوگیا
گمرہی میں تا کہ دم نکلے مِرا
دیجئے توفیقِ نیک آمرزگار!
سوز و سازِ "من" محبّت سے بنے
نعمتیں پاکر ہیں اونچے جنکے سر
دیدہ ور ہی ہر نَفَس سرشار ہے
دل کو وہمی مشغلے سے دُور رکھ
دُور اُن سے ہیں بُرے جن کے صِلے
بُوئے گل جیسے نہ چاہے گلستاں
شوقِ وصل و قوّتِ پرواز دے
تا کہ جلوہ دیکھ لوں سن کر خبر

التجا کرتا ہے میرا اسیرِ دل
ہو دعا مقبول، بے حد ہوں خجِل

غزل

ساقیا! موسمِ بہار آمد
بر فلک ابرِ بادہ بار آمد
بر زمیں فرشِ سبزہ زار آمد
بر گُل خندہ زن ہزار آمد
میکدہ گشت ایں ہمہ عالم
جام در دست ہر نگار آمد
مہ دو آتشہ زچشم مست
بر زباں جانِ بیقرار آمد

میکدہ گفت کن نگاہِ کرم
ساقیا! دردِ قدح خوار آمد

غزل

ساقیا! موسمِ بہار آیا
جھوم کر ابرِ بادہ بار آیا

سرزمیں پر بھی سبزہ زار آیا
گل ہنسے نغمہ بار ہزار آیا

میکدہ بن گیا ہے کُل عالم
لیے پیمانہ ہر نگار آیا

مے دو آتشہ ہے آنکھوں میں
تشنہ میکش بھی بیقرار آیا

میکدہ نے کہا نگاہِ کرم
ساقیا! دردِ قدح خوار آیا

غزل

ادب اے دل کہ یار می آید
مشفقِ روزگار می آید!
فکرِ عصیاں مکن دلِ محزوں
رحمتِ کردگار می آید!
پیشِ او منفعل چرا گشتی
رحمتش شرمسار می آید
ضبطِ دل پیشِ او کجا ماند
چشمِ من اشکبار می آید
او زِ من حالِ زار می پرسد
نالہ بے اختیار می آید
خوشا اے جذبِ دل کہ آں دلبر
در دلِ بے قرار می آید!
مرحبا دردِ من کہ از شعرش
شرحِ دل آشکار می آید

غزل

اوب آئے دل کہ یار آتے ہیں
مشفقِ روزگار آتے ہیں

فکرِ عصیاں نکو کر دلِ محزوں
مہرباں کردگار آتے ہیں!

اِتنا شرمندہ کیوں ہے عشقی یں
خود بھی وہ شرمسار آتے ہیں

سامنے اُن کے ضبطِ دل نہ رہا!
آنسو ہونے نثار آتے ہیں

پوچھتے ہیں وہ حالِ زار مرا!
نالے بے اختیار آتے ہیں!

خوش ہوا اے جذبِ دل کہ وہ دلبر
دل میں خود بے قرار آتے ہیں

مرحبا! دردؔ شعر میں تیرے
لفظ اسرار بار آتے ہیں

غزل

بشکلِ مصطفےٰ در قلبِ من اُمّ الکتاب آمد
بحیرت گم شدم در ذرّہ چوں آں آفتاب آمد

نہ پندار ایں کہ از خوف و ملال و حُزن می لرزم
بلرزم از محبّت قلب چوں در التہاب آمد

بسوزم خویش را لیکن چو پروانہ نمی سوزم
فنا او شد دلے در سینہ ام تازہ حیات آمد

چہ می خواہم بدانم ایں، چرا خواہم مپرس از من
تو می دانی زِ حُسنِ روئے تو ایں اضطراب آمد

درونِ سینہ دل اندر دلم دردِ نہانی شد
حیاتِ جاودانِ من حجاب اندر حجاب آمد

غزل

بشکلِ مصطفیٰؐ دل میں مرے اُمّ الکتاب آئی
ہوا حیراں کہ اک ذرّے میں تابِ آفتاب آئی
نہ سمجھیں یہ کہ میں خوف و ملال و حزن سے لرزا
لرزتا ہوں محبّت دل میں بن کر التہاب آئی
جلاتا ہوں میں اپنے آپ کو کب مثلِ پروانہ
اُسے موت آئی جل کر، میں جلا تازہ حیات آئی
جو چاہا اُس سے واقف ہوں نہ پوچھو مجھ سے کیوں چاہا
کہ ہستی آپ ہی کی بن کے حسنِ اضطراب آئی

مرے سینے میں دل ہے، اور دل میں دردِ پوشیدہ
حیاتِ جاوداں میری حجاب اندر حجاب آئی

معرفتِ نفس

دیدم چو تگرگ را بر آب حباب اندر
"بشکست" ما آں او خوانم بکتاب اندر

ساحل نہ بود دایم استادنِ تو دانم
دیدم گلِ افتادہ نالد بحجاب اندر

اے برق نمی ترسم ہرگز زِ صدائے تو!
دانم کہ تب و تابے میرد بسحاب اندر

آں وقت کہ چوں بودی آتش دل و جاں سوزی
بیں مثلِ زغال اکنوں خود را تو بہ آب اندر

خواہی تو اگر چشمہ رو بر سرِ کہسار ے
زدلیدہ چرا گردی ناداں بسراب اندر

چہ گفتی و چہ کردی، وز من کنی سوالے
اُمید چہ می داری پرسم بجواب اندر

اے درد چنیں ہستم خوش گردم و نے نالم
گیرم نہ سرود و غم ہرگز بہ حساب اندر

معرفتِ نفس

پانی پہ نظر آیا تکبّر حباب میں
"ٹوٹا" پڑھا مآل بھی اس کا کتاب میں

ساحل پہ کھڑا رہنا دائم ہے کہاں تیرا
دیکھی ہے گری ہٹّی نالاں حجاب میں

تو برق ہے تو ہوگی، کیا ڈر تری کڑک کا
ماحول سرد تیرے لیئے ہے سحاب میں

جب آگ تھی جلایا، تو نے دل اور جاں کو
اب دیکھ کوئلہ ہے تو بھی تو آب میں

چشمہ کے لئے چڑھ جا چوٹی پہ پہاڑی کی
ژولیدہ ہے کیوں گرداں ناداں سراب میں

اقرار کیا تھا، کیا ہے عمل، کیا سوال ہے
اُمید کیا ہے، پوچھوں نہ کیوں میں جواب میں

اے درد کچھ ایسا ہوں خوش ہوں نہیں رنجیدہ
ہیں مثلِ صفر دونوں یہ میرے حساب میں

نعت شو

چوں نبیٔ حق، فدائے ذات شو
پیروی کن حاملِ حسنات شو!

لذّتِ دیدارِ رب خواہی اگر
عبدِ رب شو ہادمِ لذّات شو

نعت شو ایں نعت گوئی تا کجا!
در ثبوتِ مصطفیٰؐ اثبات شو

شو بری از بندِ بدعت ہم نفس
تیغِ "لا" زن قاطعِ شہوات شو

بہرِ شرحِ رازِ موجود و عدم
عارفِ امکانِ موجودات شو

حق تعالیٰ را ولیّٔ خویش داں
فارغ از خوف و غم و آفات شو

جامِ کوثر چوں بگیری از نبیؐ
"خیرِ امت" قاسمِ برکات شو

درسِ وحدت، مکتبِ کثرت دہد
واقف از خالق زِ مخلوقات شو

دردِ خود را بیں بہ آغوشِ علیم
حاملِ اسرارِ معلومات شو

نعتِ نبیؐ

تو نبیٔ حق کے جیسا ہی فدائے ذات ہو
پیرویِ قرآن کی ایسی حاملِ حسنات ہو

لذّتِ دیدارِ رب چاہے اگر
عبدِ رب ہو ہادمِ لذّات ہو

نعت بن خود، نعت گوئی تا کجا
بن ثبوتِ مصطفیٰ اثبات ہو

قیدِ بدعت سے بری ہو ہمنفس
تیغِ لا سے قاطعِ شبہات ہو!

بہرِ شرحِ رازِ موجود و عدم
عارفِ امکانِ موجودات ہو

حق تعالیٰ کو ولی اپنا سمجھ
فارغ از خوف و غم و آفات ہو

النّبی سے جامِ کوثر کر طلب
خیرِ امت قاسمِ برکات ہو

درسِ وحدت مکتبِ کثرت میں پڑھ
واقفِ خالق بہ مخلوقات ہو

دردؔ پا خود کو بہ آغوشِ علیم
عالمِ اسرارِ معلومات ہو

ذوقِ طلب

اَے وائے چنیں ہستم تشنہ و بہ آب اندر
در بحرم و نمی دانم ذوقِ سراب اندر
چوں دیدۂ دل کور است ایں چشم نمی بیند!
پوشیدہ چہ اسرارت کردی بہ کتاب اندر
چہ لطف دریں پردہ بر پردہ کہ من دارم !
کہ من بحجاب اندر، تو ہم بحجاب اندر
ژولیدہ و حیرانم، جُستم و نمی یابم!
در قلب کُجا ہستی چوں بُو بگلاب اندر
من کیستم و ہستم دانم نہ کجا ایں ہم
بیدارم و یا دیدم اک خواب بخواب اندر
اَے تو کہ نہاں ہستی پردہ در و بیروں آ
تا کَے زِ فراقِ تو نالم بعذاب اندر
از ذوقِ طلب خواہم اَے دیدۂ آں خُورشیدے
بخشندہ سکونِ دل ہر دم بجواب اندر

ذوقِ طلب

افسوس کہ پیاسا ہوں رہتا ہوں آب میں
خود بحر میں ہوں، ناؤ چلائی سراب میں

محروم بصیرت ہوں، آنکھوں ہی سے کیا دیکھوں
اسرار کیا گئے ہیں پنہاں کتاب میں

ہیں آپ بھی پردے میں اور میں بھی ہوں پردے میں
بے لطف ہی قربت ہے، دوگونا حجاب میں

حیراں ہوں پریشاں ہوں، ڈھونڈا بہت نہ پایا
دل میں بسے ہیں جیسے بُو ہے گلاب میں

میں کون ہوں کہاں ہوں یہ بھی تو نہیں جانا
دیکھا ہے ایک خواب ہی، اور وہ بھی خواب میں

ہیں سامنے پوشیدہ، پردوں کو چاک کیجیے
کب تک رہوں الٰہی یہ فرقت عذاب میں

چاہا ہے دردِ دل نے درویش کو اک ایسے
بخشے سکون دل ہی جو ہر دُکھ، جواب میں

غزل

پیامِ دل بہ جاناں می فرستم
سلامِ شوق و ارماں می فرستم

عمل کردہ بہ ہر اک آیتِ اُو
بہ اُو احوالِ قرآں می فرستم

دلم پُر شُد چو باگلہائے طاعت
برائے او گلستاں می فرستم

شُنیدم "اَضحکَ" "اَبکیٰ" صدائے
دلِ خنداں و گریاں می فرستم

برائے تزکیہ نزدِ مزکّی
من این نفسِ پُر عصیاں می فرستم

برائے تصفیہ قلبِ حزیں را
بتو ہی گشتہ پشیماں می فرستم

برائے تجلیہ شُد روح مضطر
بہ تو لرزاں و ترساں می فرستم

چو خواہد تخلیہ سِرِّ درُونی
بتو خلّاقِ انساں می فرستم

چہ گفتم دردِ دل در فرقتِ اُو
شباب از آہِ نالاں می فرستم

غزل ۶

پیامِ دل بجاناں بھیجتا ہوں | سلامِ شوق و ارماں بھیجتا ہوں
عمل ہر آیتِ قرآں پہ کر کے | اُسے احوالِ قرآں بھیجتا ہوں
بکھرے دامن میں ہیں گلہائے طاعت | اُسے میں یہ گُلستاں بھیجتا ہوں
ہنساتے اور رُلاتے آپ ہی ہیں | دلِ خنداں و گریاں بھیجتا ہوں
برائے تزکیہ میرے مزکّی | میں نفسِ غرقِ عصیاں بھیجتا ہوں
برائے تصفیہ قلبِ حزیں کو | بہت ہو کر پشیماں بھیجتا ہوں
برائے تجلیہ ہے روحِ مضطر | اُسے لرزاں و ترساں بھیجتا ہوں
مرا سِر تخلیہ ہی چاہتا ہے | اُسے خلّاقِ انساں بھیجتا ہوں

کہوں کیا دردِ دل فرقت میں اُسکی
شباب از آہ، نالاں بھیجتا ہوں

اعترافؔ

علّامہ اقبالؒ کے اِن اشعار کے مطالعہ کے بعد:۔

نوجواناں تشنہ لب خالی ایاغ ○ شستہ رو تاریک جاں روشن دماغ
کم نگاہ و بے یقین و نا اُمید ○ چشمِ شاں اندر جہاں چیزے ندید
اقبالؒ

راست گفت اقبالؒ استادِ سعید ○ چشمِ من اندر جہاں چیزے نہ دید
آہ چہ گویم کہ در حالِ تباہ ○ چوں فتادم اندریں قعرِ گناہ
قلبِ من کور است و چشمِ من سیہؔ ○ نورِ ایماں نیست در قلب و نگاہ
وائے بر من شاد ہستم در قفس ○ آہ گم کردم شباب اندر ہوس
ایں چنیں بیدار گشتہ ام زِ خواب ○ پاشکستہ تیرہ دل خانہ خراب
یاس و ہم حسرت گرفتہ ہست دِل ○ مثلِ سنگ و خشت گشتہ ہست دِل
دہ مرا چشمِ بصیرت اے خُدا ○ تا تُرا دیدم زِ دل جلوہ نُما
تا گرفتم نعمتِ ایمان را ! ○ تا کہ یابم نعمتِ قرآن را
جامِ دل کن از مئے دُنیا تہی ○ نیست چوں در لذّتِ دنیا بہی

دردؔ را سوز و گدازِ عشق دہ
روزہ عشق و نمازِ عشق دہ

اِعتِراف

نوجواں ہیں تشنہ لب خالی ایاغ ○ پاک صورت تیرہ جاں روشن دماغ
کم نگاہ اور بے یقین اور نا اُمید ○ اُن کی آنکھوں نے نہ دیکھی کوئی چیز
(ترجمہ)

سچ ہے یہ اُستاد اقبالِ سعید ○ دید بھی میری ہے دنیا میں ندید
آہ میں ایسا ہوں با حالِ تباہ ○ گر گیا ہوں میں بوادیٔ تباہ
دل مرا اندھا ہے آنکھیں ہیں سیاہ ○ خالی از ایماں ہیں قلب و نگاہ
حیف مجھ پر خوش ہوں در بندِ قفس ○ نوجوانی ہو گئی نذرِ ہوس
خواب سے بیدار ایسا ہوں جناب ○ ٹوٹے پاؤں، کالا دل خانہ خراب
یاس اور حسرت کا مارا میرا دل ○ مثلِ خشت و سنگ خارا میرا دل
دیجیے چشمِ بصیرت اے خدا ○ تاکہ دیکھوں آپ کو جلوہ نما
تاکہ پاؤں نعمتِ ایماں میں ○ تاکہ پاؤں نعمتِ قرآں میں
جام میں دل کے مئے دنیا نہ ہو ○ کام بہرِ لذّتِ دنیا نہ ہو

○ دردؔ کو سوز و گدازِ عشق دے ○
○ روزۂ عشق و نمازِ عشق دے ○

● نوٹ :۔ علامہ اقبالؒ کے مندرجہ بالا اشعار کے مطالعہ کے بعد :
دردؔ

غزل

آمد خیالش در دلِ سحر گاہ
دیدم تماشا الحمدللہ
عکسِ تمنّا بود آں تصوّر
فہمیدم او نیست استغفراللہ
حاصل نہ کردم جُز وہم چیزے
صد حیف براین ذوقِ خرد آہ
بسیار خوردن، بسیار خفتن!
بسیار گفتن کرد است گمراہ
شوقے ندارم جز وصل اکنوں
یابم زِ دنیا ہر شیئے دلخواہ
لذّتِ وصل و شوقِ فراقت
در عشق خواہم ایں رسم وایں راہ
پرسد چو حال دردِ آں مسیحا
از چشم گفتم الحمدللہ

غزل

یاد آئی اُن کی دل میں سحرگاہ
دیکھا تماشا الحمدللہ
عکسِ تمنّا تھا وہ تصوّر
سمجھا وہی ہیں استغفراللہ
حاصل نہیں ہے جُز وہم کچھ بھی
عقل پہ ایسی افسوس اور آہ
کھانا زیادہ، سونا بھی زائد
باتیں زیادہ کر کے ہوں گمراہ
خواہش نہیں ہے جُز وصل کوئی
دنیا سے پائی ہر شے ٔ دلخواہ
وصل کی لذّت اور سوزِ فرقت
عشق میں ہوگی یہ رسم یہ راہ
درد کا عالم پوچھے مسیحا!
آنکھوں سے کہہ دو الحمدللہ

غزل

ز چشم اشکِ تپاں بیقرار می گذرد
بیا! که عمر دریں حالِ زار می گذرد
بده شراب که ابرِ بہار می گذرد
گُل از چمن و زِ گُل ہم ہزار می گذرد
نه تاب دارم و نے طاقتِ فراقِ تو!
که خسته دل به چنیں حالِ زار می گذرد
نفخت فیه "بگفتی نه گفتی اسرارش
بگو که جانم ازیں خلفشار می گذرد
فریب خوردم و اندر سراب می گشتم
به بیں ز تشنه لبی جانِ زار می گذرد
امید وصل تو داشتم ولے گریم
که لمحه دریں انتظار می گذرد
گماں مبر که من آسوده ام دریں منزل
که درد مضطرب و دلفگار می گذرد

غزل

گرم آنسو آنکھ سے بہتے ہیں بیقرار
آجائیے کہ دید کے قابل ہے حالِ زار

ڈر ہے بہار جانے کو ہے دیں مئے طہور
گُل گلستاں سے اور گلوں سے چلی ہزار°

برداشت کر سکوں گا نہ صدمہ فراق کا
دیدار پر ہے آپ کے جینے کا انحصار

سمجھا گیا نہ مجھ سے "لُغَتِ" کا اشارا
اس سے بڑھا ہے اور مرے دل کا خلفشار

پانی کی ہے تلاش مگر ہوں سراب میں
تشنہ لبی سے دیکھئے مضطر ہے جانِ زار

اُمیدِ وصل رکھتے ہوئے رو رہا ہوں میں
آسکتی ہے اجل بھی تو دورانِ انتظار

آسودگی نصیب اِن حالات میں نہیں
کیسے سکوں پائے گا اَے دردِ دلفگار

○

° بلبل ہزار داستاں

دیدۂ دل

غزل

نوٹ:- مشاعرہ بزم سعدی حیدرآباد منعقدہ مورخہ ۵ مارچ ۱۹۶۷ء میں سنائی گئی

درد

آغازِ کار کرد و بحسن تمام کرد
خوش کرد آنچہ آصفِ سابع نظام کرد

فکرِ عوام کرد و بصد اہتمام کرد
سرمایہ وقف بہرِ فلاحِ عوام کرد

اوصافِ شہ نوشتہ شدہ سرنگوں قلم
ہنگامِ مدحِ شاہ چنیں احترام کرد

شاہِ دکن کہ شاہِ قلوبِ عوام بود
اک اژدہامِ چشمِ نم اور اسلام کرد

ثبت است ہر جریدہ لوحِ جہاں ببیں
کارے کہ در جہاں شہِ عالی مقام کرد

چوں جانشین ساخت مکرم جاہ را
گفتہ زبانِ خلق چہ خوش انتظام کرد

ایں دردِ دل گرفتہ غزلخواں شدہ ولے
در وصفِ شاہِ آصفِ سابع کلام کرد

غزل

آغاز کیا کام کا حسن تمام سے
یہ کام ہوا آصفِ سابع نظام سے

فکرِ عوام کی ہے بڑے اہتمام سے
مربوط ہے سرمایہ فلاحِ عوام سے

اوصافِ شاہ لکھنے قلم ہے جھکا ہوا
کرتا ہے وصفِ شاہ عیاں احترام سے

شاہ دکن جو شاہِ قلوبِ عوام تھے
کرتے ہیں یاد سب ہی دعا و سلام سے

ہیں نقش سب جریدہ لوحِ جہان پر
جو کام ہو گئے شہِ عالی مقام سے

جب جانشیں بنایا مکرم پناہ کو
سب خوش ہوئے ہیں آپ کے خوش انتظام سے

دردِ حزیں نے شعرِ غزل کے کہے مگر!
ظاہر ہیں وصفِ آصفِ سابع کلام سے